آنریبل سر مارس گوائر چیف جسٹس آف انڈیا قادیان میں

قادیان ۱۵ - اپریل ۱۹۴۰ء - سر موصوف نے آج صبح ساڑھے نو بجے کے قریب میک ورکس کا ملاحظہ کیا۔ آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب، میاں محمد احمد خان صاحب اور مستری محمد اسماعیل صاحب صدیقی نے تمام کام دکھایا۔ آپ نے ہر شعبہ دیکھنے کے بعد وزیٹر بک میں اس کے متعلق نوٹ لکھا۔ یہاں سے آپ حسب پروگرام مجوزہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تشریف لے گئے۔ جہاں دس بجے آپ تقریر کرنے والے تھے۔ ہال میں نشستوں اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ قریباً اڑھائی سو اصحاب شریک ہوئے۔ ہائی سکول کی ہائی کلاسز کے طلباء اور سٹاف کے علاوہ بہ رعایت پردہ نصرت گرلز سکول کی ہائی کلاس کی طالبات اور پبلک کا انگریزی دان طبقہ بھی موجود تھا۔

چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر

پہلے آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے انگریزی میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

سر مارس گوائر ۔ ہمارے لئے یہ امر انتہائی خوشی کا باعث ہے۔ کہ ہم قادیان میں آپ کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ گو جماعت احمدیہ کے مرکز میں آپ کی تشریف آوری کا یہ پہلا موقعہ ہے۔ لیکن ہم امید کرتے ہیں۔ کہ یہ موقعہ ایسے مواقع کے ایک لمبے سلسلے کی کڑی ثابت ہوگا۔ اور جب آپ دوبارہ یہاں تشریف لائیں گے۔ تو اجنبی کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ ایسے جذبات کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ کہ گویا آپ اپنے بھائیوں کے درمیان تشریف لا رہے ہیں۔

آپ کا بے حد مصروفیتوں کے باوجود تھوڑی سی فرصت نکال کر یہاں تشریف لانا آپ کے وسعتِ اخلاق پر دال ہے۔ مجھے حیرت ہوئی۔ کہ جب میں نے آپ کو قادیان میں آنے کی دعوت دی۔ تو آپ نے اسے خوشی سے قبول فرمایا۔

ممکن ہے۔ آپ کو ان اغراض و مقاصد سے جن کے لئے جماعت احمدیہ کوشش کر رہی ہے۔ پورا اتفاق نہ ہو۔ لیکن آپ کی اس تشریف آوری کا یہ نتیجہ ضرور ہوگا۔ کہ آپ یہ تاثرات لے کر یہاں سے جائیں گے۔ کہ جماعت احمدیہ ان مقاصد کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ جو بادی النظر میں عجیب و غریب نظر آتے ہیں۔ مثلاً جماعت احمدیہ کے قیام کا پہلا مقصد یہ ہے کہ بندہ اور اس کے خالق کے درمیان صلح کرائی جائے۔ گو اس وقت اس مضمون کی تفصیلات میں جانا میرے لئے مشکل ہے۔ تاہم یہ ضرور ہے۔ کہ ہم اس یقین کے ساتھ اس مقصد کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ کہ اس کا حصول ممکن ہے۔ ہم لوگ جو دنیا کے مختلف حصوں سے آکر یہاں جمع ہوئے ہیں۔ ہمیں اس امر پر پختہ یقین ہے۔ کہ خالق اور مخلوق کے درمیان اتحاد کا قیام آج بھی اسی طرح ممکن ہے۔ جس طرح گزشتہ زمانوں میں ممکن تھا۔ اور اس مقصد کا حصول جماعت احمدیہ کے اولین فرائض میں سے ہے۔

دوسرا بڑا مقصد جو جماعت احمدیہ کے پیش نظر ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک انسان اور دوسرے انسان کے درمیان ایک نسل اور دوسری نسل کے درمیان۔ ایک تمدن اور دوسرے تمدن کے درمیان رشتہ اتحاد قائم کیا جائے۔

جماعت احمدیہ کی یہ کوششیں اس وقت ایک قابلِ رحم شکل میں نظر آ رہی ہیں۔ لیکن یہ جدوجہد ایک ایسے مقصد کے حصول کے لئے ہے۔ جو واقعہ میں قابلِ حصول ہے۔ ہمارا مقصد یہ نہیں۔ کہ ہم قادیان میں فیکٹریاں کھول کر اسے ایک صنعتی شہر بنائیں۔ اگر ہم یہاں صنعتیں رائج کرتے ہیں۔ تو اسی ایک مقصد کے حصول کے لئے جو ہر وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ کیونکہ اسلام مسلمان کی زندگی کے ہر پہلو پر خواہ وہ روحانی ہو یا مادی۔ اقتصادی ہو۔ یا معاشرتی نگاہ رکھتا ہے۔

ان مقاصد کے حصول کے ضمن میں ہماری جماعت کی امتیازی خصوصیت یہ ہے۔ کہ ان نقائص کو دور کرنے میں جو خواہ حکومت میں ہوں۔ یا عوام میں۔ ہم ہمیشہ پُرامن ذرائع استعمال میں لانے کے قائل ہیں۔ اور ہمارا اصول یہ ہے۔ کہ جو قیصر کا ہے۔ وہ قیصر کو دیں۔ اور جو خدا کا ہے۔ وہ خدا کو دیں۔

آنریبل سر مارس گوائر کی تقریر

آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے صدارتی ریمارکس کے بعد آنریبل سر مارس گوائر چیف جسٹس آف انڈیا نے ایک مختصر تقریر کی جس میں فرمایا:-

میرے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جب مجھے قادیان آنے کی دعوت دی۔ تو میں نے اسے قبول کیا۔ میں نے اس موقعہ پر تقریر کرنے کے لئے کوئی تیاری نہیں کی۔ مجھے معاف رکھا جائے گا۔ اگر میں صرف چند ایک باتیں بیان کرنے پر اکتفا کروں۔ سب سے پہلے میں ان تاثرات کا ذکر کروں گا جو میں نے آپ کی جماعت کے متعلق اس تھوڑے سے قیام میں حاصل کئے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ آپ کی جماعت کے لوگوں میں ایمان کی آگ شعلہ زن ہے اور اس کے سامنے بعض مقاصد اور اصول ہیں۔ جن کے مطابق وہ اپنی زندگیوں کو ڈھالنا چاہتے ہیں۔ میں نے آپس میں سادات مختلف قوموں میں مساوات کے عظیم الشان اصول کو یہاں ایک نئی قوت کے ساتھ کام کرتے پایا ہے۔ انسانی اخوت کا یہ اصول انسانی زندگی کی اساس ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ مساوات اور اخوت کی روح آپ کی جماعت میں موجود ہے۔ اور اسی ضمن میں میں سمجھتا ہوں۔ کہ میرے اصول آپ کے اصول سے مشترک ہیں۔

طلباء اور طالبات کو ایڈریس فرماتے ہوئے آپ نے اپنے زمانۂ طالبعلمی کے تاثرات کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے کہا۔ گزشتہ نسل کے طلباء کا زمانہ موجودہ نسل کے طلباء کے زمانہ سے مختلف تھا۔ تاہم تعلیم کے مقاصد ایک ہی ہیں۔ جنہیں طلباء اور طالبات کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ تعلیم کے مقاصد میں سے پہلا مقصد یہ ہے کہ طالب علم اپنے اس فرض کو پہچانے جو اس کے خالق کے تعلق میں اس پر عائد ہوتا ہے۔ گویا وہ حقوق اللہ کو کما حقہ پورا کرنے کی کوشش کرے۔ تعلیم کا دوسرا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ طالب علم کو ان ذہنی استعدادوں کو بروئے کار لانے کے قابل بنائے۔ جو خدا نے اُسے دی ہیں۔ اور وہ اپنی ان صلاحیتوں سے نہ صرف اپنے ملک کی خدمت بجا لائے۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان کی خدمت کو اپنا شعار بنائے۔ تعلیم کا تیسرا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ موجودہ اور آئندہ نسل کے طلباء کو ان خیالات۔ تصورات اور جذبات میں حصہ لینے کے قابل بنائے۔ جو ہمارے پیشرو رجال عظام نے عظیم الشان لٹریچر اور آرٹ کے رنگ میں اپنے پیچھے چھوڑے ہوں۔ تا وہ ان میں شریک ہو کر اطمینان اور سکینت حاصل کر سکیں۔

آپ نے تقریر کے دوران میں اس امر پر خوشنودی کا اظہار کیا۔ کہ قادیان میں تعلیم یافتہ لوگوں کی شرح قریباً سو فیصدی ہے۔ آخر میں آپ نے فرمایا۔ میں قادیان سے ایسے تاثرات لے کر جاؤں گا۔ جو مدتوں میرے دل میں تازہ رہیں گے۔ اور جن کی یاد سے میں ہمیشہ خوشی محسوس کرونگا

آپ نے تقریر ختم کرتے ہوئے حاضرین کو السلام علیکم کہا۔

چیف جسٹس صاحب کا شکریہ

آنریبل سر مارس گوائر کی تقریر کے بعد آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا گو یہ تقریر آنریبل چیف جسٹس آف انڈیا نے بغیر تیاری کے فرمائی ہے۔ تاہم ہم نے اس سے بہت استفادہ کیا ہے۔ کیونکہ وہ اسی دماغ سے نکلی ہے۔ جس سے ایک تیار شدہ تقریر نکلتی۔ آپ نے اس امید کا بھی اظہار فرمایا کہ آنریبل چیف جسٹس آف انڈیا جب دوبارہ قادیان تشریف لائیں گے۔ تو ہم ان سے تیار شدہ تقریر سننے کا فخر حاصل کرینگے

آنریبل چودہری صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ ہم ان کوتاہیوں کے متعلق جو آنریبل چیف جسٹس آف انڈیا نے قادیان میں اپنے قیام میں محسوس کی ہوں۔ آپ سے معذرت خواہ ہیں۔ لیکن ایک بات جس کے متعلق ہمیں معذرت پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ہے۔ کہ آپ ہمارے درمیان ایک ایسے دوست کی حیثیت سے تشریف لائے۔ جس کے متعلق ہمارے دلوں میں مخلصانہ جذبۂ محبت موجزن ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے جو کسی اور جگہ نظر نہیں آئے گی۔ پس میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ ان مخلصانہ جذبات محبت کے پیش نظر جو ہمارے دلوں میں آپ کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ آپ ہماری کوتاہیوں کو نظر انداز فرما دیں گے۔

تقریر کے بعد آنریبل چیف جسٹس صاحب موصوف نے سکول کا سرسری ملاحظہ فرمایا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے دُور دراز کے طلباء آپ کے سامنے پیش کئے۔ ایک گیارہ سال بچہ جب آپ کے پیش کیا گیا۔ جو بنگال سے پڑھنے کے لئے آیا ہوا ہے۔ تو آپ اس سے باتیں کرتے رہے۔ اور دریافت کیا کہ کیا تم میرے جتنے لمبے ہو جاؤ گے (آپ خوب خندہ زن رہے) یہاں سے آپ زیر تعمیر شدہ ٹینک دیکھنے گئے۔ اور آپ کی خواہش پر دو چھوٹے بچوں نے ٹینک میں تیر کر دکھایا۔ جس سے آپ بہت محظوظ ہوئے۔ پھر بورڈنگ ہاؤس کو دیکھا۔ صوفی غلام محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ سے طلباء کی خوراک وغیرہ کے متعلق سوالات دریافت کرتے رہے۔ اور خصوصیت سے دریافت فرمایا کہ طلباء صبح کس وقت اٹھتے ہیں جب بتایا گیا۔ کہ پانچ بجے اٹھ کر مسجد میں نماز کے لئے جاتے ہیں تو بہت خوش ہوئے۔ پھر پوچھا کہ بچے صبح نہاتے ہیں یا نہیں صوفی صاحب نے واٹر ہاؤس دکھا کر بتایا۔ کہ یہاں نہاتے اور نمازوں کے لئے وضو کرتے ہیں۔

بورڈنگ کی ڈسپنسری بھی دیکھی۔ اور فرمایا۔ کہ معلوم ہوتا ہے یہاں کام زیادہ نہیں۔ خان صاحب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب انچارج ڈسپنسری نے بتایا کہ بچوں کی صحت بالعموم اچھی رہتی ہے۔ سکول کی لاگ بک میں آپ نے بہت عمدہ ریمارک لکھے

یہاں سے آپ ہمالیہ گلاس ورکس دیکھنے کے لئے گئے۔ جہاں آپ کو بابو اکبر علی صاحب نے مختلف اشیاء بنتی ہوئی ملاحظہ کرائیں۔ پھر آپ سٹار ہوزری ورکس میں تشریف لے گئے۔ اور فیکٹری کا ملاحظہ کیا۔

آج دوپہر کو جناب چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے آنریبل سر مارس گوائر کے اعزاز میں لنچ کی دعوت دی جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز نے بھی شمولیت فرمائی۔ نیز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بھی شریک تھے۔

آنریبل سر مارس گوائر کل صبح قادیان سے لاہور تشریف لے جائیں گے۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ اشہادت ۱۳۱۹ھش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے دس بجے شب کی اطلاع ہے۔ کہ حضور کو نزلہ کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

نہایت ضروری اعلان

چونکہ خواندگی کی بناء پر پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے ووٹرز کی فہرستیں تیار ہو رہی ہیں اور اُن کے لئے آخری میعاد ۱۹ اپریل ۱۹۴۰ء ہے۔ اس لئے قادیان کے وہ احمدی باشندگان جو عارضی طور پر باہر گئے ہیں۔ ۱۹ تاریخ سے قبل اپنی درخواستیں دفتر امور عامہ میں بھیج دیں۔ جو احباب انگریزی جانتے ہوں وہ انگریزی میں درخواست لکھیں مضمون درخواست قواعد مطبوعہ الفضل ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء کے مطابق ہو۔

ناظر امور عامہ قادیان

حضرت مسیح ناصری کی الوہیت کے متعلق

ایک عیسائی کے بعض شبہات کا ازالہ

حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں

دوسری بات عیسائی صاحب نے اپنے خط میں یہ لکھی ہے۔ کہ چونکہ یسوع مسیح بجسد عنصری آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں جیسا کہ آیت ماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم سے ظاہر ہے اور مسلمانوں کے مسلمات کے مطابق وہ دو ہزار برس سے بغیر کسی قسم کے تغیر و تبدل کے (جو انسانی جسم کا لازمہ ہے) آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور حی و قیوم ہونا محض اللہ کی صفت ہے۔ اس لئے مسیح بھی خدا ہیں۔

اس کے جواب میں اس قدر ہی کافی ہے کہ نہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور نہ وہ اب تک وہاں بجسد عنصری زندہ بیٹھے ہیں۔ بلکہ دوسرے انسانوں کی طرح وہ بھی اپنی زندگی پوری کر کے وفات پا چکے ہیں۔ اور قرآن کریم سے ان کا فوت ہونا صاف طور پر ثابت ہے چنانچہ آتا ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء یعنی جو اللہ کے سوا پکارے جاتے ہیں۔ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ خود پیدا شدہ ہیں۔ پھر وہ سب مر چکے ہیں۔ ان میں سے کوئی زندہ نہیں۔ چونکہ حضرت مسیح کو بھی خدا قرار دیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ بھی ان وفات پانے والوں میں شامل ہیں۔

رفع کے معنے

باقی رہا۔ بل رفعہ اللہ الیہ اس سے حضرت مسیح کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا قرآن حکیم کے منشاء کے صریح خلاف۔ اور زبان عربی سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں کئی بار یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ مگر کہیں بھی اس کے معنے آسمان پر اٹھائے جانے کے نہیں۔ مثلاً سورۃ مریم میں آتا ہے ورفعناہ مکاناً علیا۔ کہ ہم نے حضرت ادریس کو بلند مرتبہ پر پہنچا دیا پھر بلعم باعور کے متعلق آتا ہے ولو شئنا لرفعناہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض کہ اگر ہم چاہتے۔ تو اس کو اوپر اٹھاتے۔ یعنی اپنا قرب بخشتے۔ لیکن وہ پستی کی طرف جھک گیا۔ ان حوالہ جات میں رفع کے معنے تقرب الی اللہ کے ہیں۔ اور لغت عرب کے محاورہ کے مطابق رفع کا لفظ جب بھی کسی انسان کے لئے بولا جائے۔ اس کے معنے درجات کی بلندی کے سوا اور کچھ نہیں ہوں گے۔ اور یہ ہم کو مسلم ہے۔ کہ حضرت مسیح کا اس قسم کا رفع ہوا۔ یہود نامسعود نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھا کر مار دینے سے از روئے توریت یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ نعوذ باللہ وہ لعنتی ہیں۔ کیونکہ توریت میں لکھا ہے۔ کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔ اور یہ کہ جو پھانسی دیا جاتا ہے۔ وہ خدا کا ملعون ہے (استثنا باب ۲۱ آیت ۲۳)

مگر اللہ تعالٰے نے ان کو بچا لیا۔ اور فرمایا۔ یہود تو چاہتے تھے۔ کہ انہیں ملعون ثابت کر دیں۔ مگر ہم نے اسے اپنے حضور پہلے سے بھی زیادہ عزت دی۔ یہ ہیں معنی بل رفعہ اللہ الیہ کے۔

پس اس سے مراد بلندی مراتب ہے نہ کہ آسمان پر زندہ اٹھا لینا۔ اور یہ خصوصیت حضرت مسیح میں منفردانہ طور پر نہیں پائی جاتی۔ بلکہ اللہ تعالٰے کے تمام نیک بندوں کو یہ رفع نصیب ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے۔ من تواضع للہ رفعہ اللہ الیہ۔ کہ جو شخص خدا کے آگے گر جاتا ہے۔ خدا اس کا رفع کرتا یعنی اسے بلند مراتب عطا فرماتا ہے

حضرت مسیح کے معجزات پر نظر

تیسری بات خط میں یہ لکھی گئی ہے کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح کے بعض ایسے معجزات بیان کئے گئے ہیں۔ جو کسی انسان کے ہاتھ پر ظاہر ہونے ناممکن ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح کہتے ہیں۔ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی۔ کہ میں مٹی سے اڑنے والے پرندے پیدا کرتا ہوں۔ اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ دوسری طرف اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ اللہ خالق کل شئ۔ کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے وانہ یحی الموتی وانہ علیٰ کل شئ قدیر۔ کہ وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے پس معلوم ہوا۔ کہ یہ صفات صرف خدا تعالٰے ہی میں پائی جاتی ہیں۔ اور جو ان صفات سے متصف ہے۔ وہ ضرور خدا ہے۔ اس لئے قرآن کے بیان کے مطابق یسوع مسیح بھی خدا ٹھہرے۔

قطع نظر اس کے کہ یہاں احیاء موتیٰ سے کیا مراد ہے۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ حضرت مسیح نے واقعی مُردے زندہ کئے تو بھی یہ امر اُن کی الوہیت یا انبیاء سے افضلیت کی دلیل نہیں بن سکتا۔ کیونکہ بائیبل سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس قسم کے معجزات کئی انبیاء سے ظاہر ہوئے۔ چنانچہ حزقی ایل باب ۳۷ آیت ۱۰ میں آتا ہے:۔

"تب اس نے کہا۔ تو ہوا سے نبوت کر۔ اے آدم زاد۔ اور ہوا سے کہہ۔ خداوند یہواہ یوں کہتا ہے۔ کہ اے سانس تو چاروں ہواؤں میں سے آ اور ان مقتولوں پر پھونک کہ وہ جیئیں۔ سو میں نے حکم کے بموجب نبوت کی۔ اور اُن میں روح آئی۔ اور وہ جی اُٹھے۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے"۔

پھر اسلاطین باب ۱۷۔ آیت ۲۴ میں آتا ہے:۔

"اے خداوند میرے خدا! اپنی عنایت سے ایسا کر کہ اس لڑکے کی جان اس میں پھر آئے۔ اور خداوند نے ایلیا کی دعا سُنی۔ اور لڑکے کی جان اس میں پھر آئی۔ کہ وہ جی اُٹھا۔ تب ایلیا نے اس لڑکے کو اٹھا لیا۔ اور بالا خانہ سے گھر کے اندر لے گیا"۔

پس بائیبل کے رُو سے مُردے صرف حضرت مسیح نے ہی نہیں زندہ کئے بلکہ دوسرے انبیاء نے بھی زندہ کئے ہیں۔ اگر یہی معیار الوہیت کا ہے۔ تو دیگر انبیاء کو بھی خدا مانا جائے۔

مُردے دُنیا میں زندہ نہیں ہو سکتے

مگر اسلام کی تعلیم یہ ہے۔ کہ جو ایک دفعہ مر جائے۔ وہ پھر اس دُنیا میں واپس نہیں آ سکتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے وحرام علیٰ قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون۔ یعنی ایک بستی جو ایک دفعہ ہلاک ہو جائے۔ وہ دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتی۔

پھر خدا تعالٰے فرماتا ہے۔ قل ارایتم ما تدعون من دون اللہ ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السموات ائتونی بکتاب من قبل ھذا او اثارۃ من علم ان کنتم صادقین یعنی کیا تم بتا سکتے ہو۔ کہ جن کو تم اللہ کے سوا معبود ٹھہراتے ہو۔ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا۔ یا ان کو آسمان کی پیدائش میں کوئی شرکت ہے؟ اگر اس کا ثبوت تمہارے پاس ہے۔ اور کوئی ایسی کتاب ہے جس میں لکھا ہو۔ کہ فلاں فلاں چیز تمہارے معبودوں نے پیدا کی ہے۔ تو لاؤ وہ کتاب پیش کرو اگر تم سچے ہو۔

پھر فرمایا۔ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شئ وھو الواحد القھار کیا انہوں نے خدا کے شریک ٹھہرا رکھے ہیں کہ جیسے خدا تعالٰے خالق ہے وہ بھی خالق ہیں فرماتا ہے ان کو کہہ دو

کہ ثابت شدہ امر یہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہی ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اور وہی اکیلا ہر چیز پر غالب اور قاہر ہے۔ اور وہ لوگ جن کو تم اللہ کا شریک ٹھہرا رہے ہو لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ۔ وہ سب مل کر اگر چاہیں کہ ایک مکھی پیدا کر دکھائیں تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ ان حالات میں کس طرح ممکن ہے کہ حضرت مسیح کچھ پیدا کر سکتے غرض حضرت مسیح کی شان میں احیاء موتےٰ اور خلق کے الفاظ جو استعمال ہوئے ہیں۔ ان کے وہی معنی کئے جائیں گے جو دوسری آیات کے مطابق ہوں:

آیت کے صحیح معنی

دراصل انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر کے معنی یہ ہیں۔ کہ میں تمہارے فائدے کے لئے مٹی سے پیدا کرتا ہوں۔ مثل پرندے کی کیفیت کے یعنی میرے پیدا کرنے کی وہی کیفیت ہے۔ جو پرندے کے پیدا کرنے کی ہوتی ہے جس طرح پرندہ انڈا سیتا ہے۔ اور بچے نکالتا ہے اور پھر ان کی پرورش کرتا ہے حتیٰ کہ وہ پرواز کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح میں اپنے نفس قدسی اور صحبت صالحہ کے طفیل تمہاری کایا پلٹ دوں گا۔ اور تم پستی اور گمراہی کو چھوڑ کر بلند پرواز اور عالی ہمت بن جاؤ گے۔ اور زمین کو چھوڑ کر آسمان سے تعلق جوڑ لو گے۔

اس بارے میں جب ہم انجیل کو دیکھتے ہیں تو اس قسم کا ایک محاورہ وہاں بھی ملتا ہے۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ "اے یروشلم اے یروشلم تو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے۔ اور جو تیرے پاس بھیجے گئے۔ ان کو سنگسار کرتی ہے۔ بارہا میں نے چاہا۔ کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں" (لوقا باب ۱۳ آیت ۳۴)

احیاء موتیٰ سے مراد روحانی مردوں کو زندہ کرنا ہے

اسی طرح احی الموتیٰ کا فقرہ ہے قرآن مجید کے محاورہ کے مطابق احیاء کا فعل جب کسی انسان کی طرف منسوب ہو۔ اور کسی بشر کو بھی کی صفت دی جائے تو اس کے معنی ہمیشہ روحانی مردہ کو زندہ کرنے کے ہوتے ہیں۔ نہ کہ جسمانی مردہ کو۔ چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم یعنی اے ایمان والو جب رسول تم کو زندہ کرنے کے لئے پکارے۔ تو تم فوراً حاضر ہو جاؤ۔ اور اللہ اور رسول کی بات مان کر نئی زندگی حاصل کرو۔ یہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محی قرار دیا گیا ہے۔ مگر کن معنوں میں؟ انہی معنوں میں۔ کہ آپ نے ایسے لوگوں کو جن کی روحانیت بالکل مر گئی تھی۔ دوبارہ زندہ کیا۔ یہی مطلب مسیح کے قول کا ہے کہ احی الموتیٰ میں وہ مردے جن میں بالکل روحانیت نہ رہی۔ اپنے فیض سے دوبارہ زندہ کرتا ہوں۔ چنانچہ انجیل بھی اس محاورہ کو استعمال کیا گیا ہے یعنی احیاء سے روحانی زندگی مراد ہے۔

یوحنا باب ۸ آیت ۵۲ میں آتا ہے۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے، تو وہ ابد تک موت نہ دیکھے گا"

اب غور طلب بات یہ ہے۔ کہ یہ زندگی اور یہ موت کیسی ہے۔ اگر جسمانی ہے تو کیا امت نصاریٰ میں کوئی ایک بھی شخص ایسا پیدا نہ ہوا، جس نے حضرت مسیح کے کلام پر عمل کیا۔ اگر کیا تو بتاؤ وہ اب تک کہاں زندہ موجود ہے۔ اگر نہیں تو حضرت مسیح کی اس سے بڑھ کر ناکامی اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور وہ اپنی قوت قدسیہ کے اثر سے ایک بھی اپنا کامل پیرو پیدا نہ کر سکے۔ اور جب ان کے کام کی یہ حالت ہے۔ تو انہیں باقی انبیاء پر کیسے فضیلت دی جا سکتی ہے عیسائی صاحب نے اپنے خط میں لکھا ہے۔ جس کا کام بڑا ہو گا وہی بڑا سمجھا جائے گا۔ پس یا تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ زندگی سے مراد یہاں روحانی زندگی ہے جو مسیح لوگوں کو بخشتے تھے۔ یا پھر یہ اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ یسوع اس جہان سے بالکل ناکام گئے۔ اور وہ ایک بھی اپنا اصلی پیرو نہ بنا سکے۔

خاکسار عبدالکریم شرما مولوی فاضل قادیان

ویدک لٹریچر اور علم ہیئت و فلاسفی

جن دوستوں کو سوامی دیانند صاحب کی کوئی کتاب پڑھنے کا موقعہ ملا ہو گا وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ سوامی جی نے ویدوں کی من مانی تفسیر کرتے ہوئے یہ دعوے بڑے فخر کے ساتھ اور بار بار کیا ہے۔ کہ سب جہان کو علم ہیئت۔ فلاسفی اور سائنس ویدوں نے سکھائی ہے اور اس بے بنیاد اور بے دلیل دعوے پر فخر کرتے ہوئے چونکہ آپ نے قرآن کریم پر بار بار یہ اعتراض اپنی کتاب "ستیارتھ پرکاش" میں کیا ہے۔ کہ قرآن کے مصنف کو علم ہیئت اور علم طبعی اور جغرافیہ بالکل نہیں آتا تھا۔ اسی لئے وہ سورج چاند اور باقی اشیاء کی ماہیت کو بالکل نہیں جانتا تھا۔ (نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات) اس لئے آج ویدوں میں سے چند حوالے پیش کر کے بتایا جاتا ہے کہ ویدوں کے متعلق موہوم دعوے کہاں تک درست ہے۔

سورج اور چاند کے متعلق ویدوں کے ارشادات

قرآن کریم میں سورج اور چاند کا جو ذکر آیا ہے۔ بوجہ علم عربی نہ جاننے کے اس کے متعلق سوامی جی نے غلط اعتراضات کئے۔ حالانکہ قابل اعتراضات اور وہ ہیں جو ویدوں میں سورج اور چاند کے متعلق بیان کئے گئے ہیں سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ سورج اور چاند کس نے پیدا کئے۔ اور کس چیز سے بنائے۔ اس کا جواب ملاحظہ ہو یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۱۲ ترجمہ۔ چاند برہما کے دل سے پیدا ہوا اور سورج اس کی دونوں آنکھوں سے پیدا ہوا تھا۔ یہ منتر رگوید میں بھی آتا ہے۔

آگے ملاحظہ ہو اتھروید کانڈ ۱۹ سوکت ۱۷ منتر ۷۔ ترجمہ "دیوتاؤں نے روح سے سورج کو پیدا کیا تھا"

پیدائش کے بعد باقی حالتیں ملاحظہ ہوں۔ کرشن یجر وید اشٹک ۷ (ترجمہ) "سورج پہلے زمین پر تھا۔ دیوتا اپنی پیٹھوں پر اٹھا کر اسے اوپر جنت میں لے گئے"

آگے ملاحظہ ہو اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۳۸ منتر ۶ (ترجمہ) "اندر دیوتا نے دیکھنے کے لئے سورج کو اوپر جنت میں چڑھایا تھا"

آگے ملاحظہ ہو کرشن یجر وید ورگ (؟) (ترجمہ) "پہلے آگ آسمان میں تھی۔ اور سورج زمین پر تھا۔ اس وقت زمین و آسمان بڑی گھبراہٹ میں تھے۔ تب دیوتاؤں نے مشورہ کیا۔ کہ آؤ ہم آگ اور سورج کا الٹ پھیر کر دیں۔ اس کے بعد دیوتاؤں نے اگنا ہی اس منتر سے آگ کو آسمان سے اتار کر زمین پر رکھ دیا۔ اور برھداگنی اس منتر سے سورج کو زمین سے لے جا کر آسمان پر رکھ دیا"

آگے ملاحظہ ہو رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۷۱ منتر ۴ (ترجمہ) "اے اندر دیوتا۔ پچھم میں گئے ہوئے سورج کو آپ مشرق میں لاتے ہیں"

اب وہ کیسے لاتے ہیں۔ اس کے لئے ملاحظہ ہو سام وید (ترجمہ) "اے سورج بھگوان سات گھوڑے رتھ میں بیٹھے ہوئے تجھ کو کھینچتے ہیں"۔ اس کی تشریح میں وید کے بعض مفسرین نے اپنی تفاسیر میں تصویر بنا کر دکھایا ہے۔ کہ ایک رتھ تکلے کی شکل کا بنا ہوا ہے۔ آگے سات گھوڑے جتے ہیں۔ اور اس کے اندر سورج بھگوان تشریف فرما ہیں۔ گھوڑے بڑی تیزی کے ساتھ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔

آگے ملاحظہ ہو شت پتھ برہمن کانڈ ۴ صفحہ ۲۱۳ (ترجمہ) یہ جو سورج اور چاند ہیں۔ جب یہ مشرق سے مغرب کو جاتے ہیں تب تو انہیں کبھی لوگ دیکھتے ہیں۔ مگر جب یہ مغرب سے مشرق میں آتے ہیں تب انہیں

کوئی نہیں دیکھتا۔ اور ملاحظہ ہو شتپتھ برہمن کانڈ ۲ (ترجمہ) جب سورج غروب ہوتا ہے اس وقت وہ حمل کی سی حالت اختیار کر کے زمین پر آکر آگ میں گھس جاتا ہے۔ پھر صبح سویرے سورج چڑھنے سے قبل آگ کا پجاری جو آگ میں گھی وغیرہ ڈال کر اس کی پوجا کرتا ہے۔ وہ پجاری اسوقت درحقیقت سورج کو ہی پیدا کرتا ہے وہ سورج اس وقت نورانی شکل والا ہو کر آسمان پر جا ظاہر ہوتا ہے"۔

ماحصل یہ کہ شام کو سورج زمین پر آکر آگ میں گھس جاتا ہے۔ اور صبح سویرے آگ کا پجاری آگ میں گھی وغیرہ ڈال کر اس کو پھر روشن کر کے آسمان پر پہنچا دیتا ہے۔

سورج کے متعلق ابھی کئی حوالے اور ہیں۔ مگر بخوفِ طوالت انہی پر اکتفا کرتے ہوئے ہم اب چاند کے متعلق کچھ پیش کرتے ہیں۔ اس کی پیدائش کے متعلق تو اوپر بتایا جا چکا ہے۔ کہ وہ از روئے وید برہمن جی کے دل سے پیدا ہوا تھا۔ اب رہا اس کا گھٹنا بڑھنا۔ اس کے متعلق ملاحظہ ہو رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۶ منتر ۱۹ (ترجمہ) "دنوں کا پیمانہ یہ چاند پیدا ہوتے وقت نیا نیا ہی ہوتا ہے۔ اور دگم یہ اس لئے ہوتا ہے کہ یہ اپنے ٹکڑے کر کے دیوتاؤں کو کھانے کے لئے دے دیتا ہے" گویا دیوتا لوگ چاند کو کھانے کے عاشق ہیں اس لئے چاند روزانہ ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر دیوتاؤں کی نذر کر دیتا ہے

اب رہا اس کا ایک رات بالکل دکھائی نہ دینا۔ اور پھر دوسری رات چھوٹا سا پچھم کی جانب دکھائی دینا۔ اس کے متعلق ملاحظہ ہو شتپتھ براہمن کانڈ ۱ صہ ۴۹ (ترجمہ) "یہ چاند تو دیوتاؤں کی خوراک ہے۔ جس رات یہ نہ پورب میں اور نہ ہی پچھم میں دکھائی دیتا ہے۔ اس رات یہ زمین پر اتر کر پانیوں اور جڑیوں میں گھس جاتا ہے۔ تب آگ کا پجاری جڑیوں اور پانیوں سے اسے نکال کر اس کی پرورش کرتا ہے اور وہ یوں کہ اسی چاند والے پانی اور گھاس کو پینے اور کھانے والی گائے کے گھی اور دودھ کو لے کر پجاری جب آگ میں ڈالتا ہے تو اس وقت وہ دراصل چاند کو ہی پیدا کرتا ہے۔ تب اس وقت چاند ہون کی ان چیزوں (دودھ گھی وغیرہ) سے پیدا ہو کر آسمان پر جا کر پچھم کی طرف سے دکھائی دینے لگتا ہے"۔

ماحصل یہ کہ جب چاند اپنے چودہ حصے کر کے تیرہ حصے دیوتاؤں کو دے دیتا ہے۔ اور آخر زمین پر آکر پانی اور گھاس وغیرہ میں چھپ جاتا ہے۔ اس پانی اور گھاس کو گائے مع چاند کے کھا لیتی ہے۔ اور پھر جو وہ دودھ دیتی ہے۔ اس میں چاند موجود ہوتا ہے۔ جب اس دودھ کو یا اس سے نکلے ہوئے گھی کو آگ کا پجاری آگ میں ڈالتا ہے۔ تب چاند از سرِ نو پیدا ہو کر آسمان پر پچھم کی طرف دکھائی دینے لگتا ہے۔

چاند کے اندر سیاہ داغ نظر آتے ہیں وہ کیا چیز ہے۔ اس کے متعلق ملاحظہ ہو شکل یجروید ادھیائے ۱ شتپتھ براہمن کانڈ ۱ صہ ۱۶ (ترجمہ) "ایک دفعہ دیوتاؤں اور راکھشوں (جنوں) کا جنگ ہونے لگا۔ تب اس وقت دیوتاؤں نے مشورہ کیا۔ کہ زمین کا کچھ حصہ ایسا (متبرک) ہے۔ جس سے ہم لوگ یگیہ کیا کرتے ہیں۔ اب ایسا کرو کہ ہم سب اس مخصوص حصے کو لے جا کر چاند میں رکھ دیں۔ کیونکہ اس جنگِ عظیم میں اگر ہم مغلوب ہو گئے۔ تو ہم اس جگہ جا کر تپ اور کوشش کر کے پھر راکھشوں کو مغلوب کر لیں گے۔ یہ سوچ کر دیوتا زمین کا کچھ مخصوص حصہ لا کر چاند میں رکھ آئے۔ یہ وہی زمین ہے جو آجکل چاند میں سیاہ سی دکھائی دیتی ہے"۔

ابھی ویدک فلاسفی کی بہت سی باتیں قابل ذکر باقی ہیں۔ مثلاً ستاروں کی پیدائش زمین و آسمان کی پیدائش۔ مخلوق کی پیدائش وغیرہ۔ مگر اسوقت صرف انہی باتوں پر اکتفا کرتے ہوئے ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ سوامی جی کا اس ویدک لٹریچر کے متعلق یہ دعویٰ کرنا۔ کہ سارے جہان کو اس نے علم ہیئت اور فلاسفی سکھائی۔ انصاف سے کسقدر بعید ہے؟

خاکسار۔ ناصر الدین عبداللہ۔ وید بھوشن۔ مولوی فاضل

قادیان سے روانگی کے وقت قلبی جذبات

محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر گوہر دین صاحب قریباً ایک سال قادیان میں رہنے کے بعد جب یہاں سے جانے لگیں۔ تو اس وقت قادیان کے متعلق جو جذبات ان کے دل میں موجزن تھے۔ ان کا کسی قدر اظہار حسب ذیل مضمون میں انہوں نے کیا ہے۔ آپ ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں صحت عطا فرمائے۔

اے اہل قادیان۔ آپ کی خوش نصیبی قابلِ رشک ہے۔ آپ کو ایسی مقدس سرزمین میں رہنے کا فخر حاصل ہے۔ جہاں دن رات معرفت کے چشمے بہتے ہیں۔ عرفان کی نہریں چلتی ہیں۔ اور ان روح پرور قدسی باتوں سے سرنوں بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ جو دنیا بھر میں صرف اسی سرزمین سے مخصوص ہیں۔ آپ کو کیا خبر بیرونی۔ کثیف۔ گندی اور بدبو دار ہواؤں کی۔ یہ ہم سے جیسے دور افتادوں سے پوچھئے۔ جو مادی دنیا کی متعفن ہوا۔ اور روحانیت سے یکسر خالی فضا میں اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں۔ قادیان کے فردوسی نغموں کو سننے کے لئے انکی روحیں تڑپ تڑپ کر بے کل ہوتی ہیں۔ اور ان کی تشنہ لبی کا چارہ محض اخبارات سلسلہ ہی ہوتے ہیں۔

ایسے تشنہ لب۔ جب اس دیارِ مبارک کی کیف بار فضا میں سانس لیتے ہیں۔ تو ان کی کیفیت عجیب تر ہوتی ہے۔ اور الفاظ میں وہ کیفیت دکھانا دشوار ہے سوز و گداز۔ ہجر ادل۔ سرشاری و بے خودی۔ کیف زا جذبات کا ہجوم۔ اس ہنگامہ خیز پُر محن دنیا سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گلو خلاصی ہو گئی۔ باہر رہ کر جو ایک خلا پیدا کر دینے والی بے اطمینانی پیدا ہو جاتی ہے۔ قادیان میں آکر ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ وہ خلا بھر گیا ہے۔ اور مسرور کن طمانیت میسر ہے۔ تمام روحانی کثافتیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے گویا تحلیل ہو کر بہے جا رہی ہیں۔ اور اس فضا میں ہی آکر مقصد زندگی کا احساس ہوتا ہے۔

دن رات کی روحانی مجلسیں دلوں میں زندگی کی روح پھونکتی ہیں۔ حق حق کی صدائیں غفلت و جمود کے تاریک پردے چاک کر دیتی ہیں۔ مذہبی چرچے ایسی گرما گرمی پیدا کرتے ہیں کہ بائد و شاید۔ میں کیا اور میرا قلم کیا۔ کہ ان باتوں کو بیان کر سکے۔ جو اس مقدس دیار کو حاصل ہیں۔ یہاں رہ کر روحانی ارتقا کی پیاس دم بدم بڑھتی ہی جاتی ہے۔ بالخصوص حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی وہ پاکیزہ بارگاہ جہاں حضور روحانی غذا سے طالبانِ حق کو نئی زندگی بخشتے ہیں۔ ہاں وہ مسرت جو پُر کیف موجوں کی طرح روح پر چھا جاتی ہے۔ نہیں بھولتی اور نہیں بھول سکتی۔ ہاں یہی وہ مسرت دل کی گہرائیوں میں تمنا بن کر مکین ہو جاتی ہے۔ یہی لطیف سرور ہر احمدی کو کھویا کھویا سا رکھتا ہے۔ اور ہماری سب سے بڑی اور بہترین خواہش یہی ہوتی ہے۔ کہ اپنی پہلی فرصت میں پھر قادیان پہونچیں۔ ہماری زندگی کے وہی لمحے بیش بہا اور قیمتی ہوتے ہیں۔ جو ہم قادیان! ہاں اپنے پیارے مرکز کی قدسی فضا میں گذارتے ہیں۔ بارِ خدا تیرا کتنا بڑا احسان ہے کہ تو نے ہمیں ان فیوض سے بہرہ اندوز ہونیکی توفیق بخشی قسم ہے ربِ کعبہ کی۔ یہی وہ تقدس سے لبریز مقام ہے جہاں روحوں کو تازگی اور دلوں کو جلا حاصل ہوتی ہے تمام ماندگیاں یکسر کافور ہو جاتی ہیں۔ ایک سکون بھرا دل میسر آتا ہے۔ میرے قلم میں اتنی طاقت نہیں کہ ان کیفیتوں کو بیان کر سکوں۔ آتے ہوئے تو آتش شوق تیز تر گردد کے ماتحت بے تابانہ وفور سے آنسو آنکھوں سے بہہ آئے۔ خوشی کے مارے دل اچھل اچھل جاتے تھے مگر اب کہ سال بھر کا تیز گام زمانہ پر لگا کر اڑ گیا۔ جاتے ہوئے آہ نہ پوچھو کیا حالت ہے۔ دل تڑپ رہا ہے۔ ایک حسرت سی چھائی ہوئی ہے۔ اس خطۂ پاک سے جہاں آکر انسان حقیقی سکون و طمانیت حاصل کرتا ہے۔ جہاں ہر وقت انوار سماوی کی بارش

خدام الاحمدیہ کا نہایت اہم فریضہ

۵ ہجرت مطابق ۵ مئی کو تحریک جدید کے جلسے کئے جائیں

اپریل ۱۹۳۸ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام الاحمدیہ کی تحریک کو خطبات کے ذریعہ سے عام فرمایا تھا۔ اس وقت حضور نے اراکین کے لئے جو لائحہ عمل تجویز فرمایا تھا۔ اس کا ایک نہایت ہی اہم جزو یہ مقرر فرمایا کہ

"اسی طرح تمہیں چاہیئے۔ کہ تم تحریک جدید کے متعلق میرے گذشتہ خطبات سے تمام ممبران کو واقف کرو اور ان سے کہو کہ وہ اوروں کو واقف کریں۔ اور پھر ہر شخص اپنی ماں۔ اپنی بہن۔ اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو ان سے واقف کرے" (الفضل ۱۰ اپریل ۳۸ء)

اس سے پہلے خدام الاحمدیہ کا یہ طریق رہا ہے کہ ان تاریخوں میں جو جماعت کے جلسوں کے لئے مقرر ہوا کرتی تھیں۔ اراکین انعقاد جلسہ کے انتظامات میں کوشاں ہوا کرتے۔ لیکن مومن کا قدم ہمیشہ ترقی کی طرف اٹھتا ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ سیدنا فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی پوری تعمیل کے لئے خدام الاحمدیہ خود کوئی ایسا طریق اختیار کرتے جس سے وہ اپنی کلی ذمہ داری کے ساتھ اس اہم فرض کو کما حقہ ادا کرنے کی کوشش کرتے۔ اس لئے مجلس عاملہ مرکزیہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۵ ہجرت ۱۳۱۹ مطابق ۵ مئی ۱۹۴۰ء کو مجالس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام جلسے کئے جائیں۔ ان جلسوں میں تحریک جدید کے مطالبات پر تقاریر کی جائیں اور سادہ اور آسان پیرایہ میں تحریک جدید کی اہمیت۔ پروگرام حضور کے مطالبات اور ان کی تفاصیل کی وضاحت کی جائے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام الاحمدیہ کو ارشاد فرمایا تھا

"تمہارا فرض ہے کہ امام کے پیچھے ہو کر لڑو۔ پس کوئی نیا پروگرام بنانا تمہارے لئے جائز نہیں۔ پروگرام تحریک جدید کا ہی ہوگا اور تم تحریک جدید کے والنٹیرز ہو گے" (الفضل ۱۰ اپریل ۳۸ء)

پس جب کہ خدام الاحمدیہ کا پروگرام ہی تحریک جدید کا ہے تو ہمارا اولین فریضہ یہی ٹھہرتا ہے۔ کہ ہم نہ صرف خود تحریک جدید کی جملہ ہدایات پر عامل ہوں بلکہ تمام جماعت کو عامل بنانے کی مسلسل جدوجہد کریں۔

میرے دوستو! تحریک جدید وہ ربانی تحریک ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو القا کی ہے۔ بے شک اس کے مطالبات حضور کے الفاظ میں ہیں۔

مگر اس کے پیچھے احمدیت کے عالمگیر غلبہ۔ احیاء شریعت مصطفوی اور شوکت و عظمت اسلام کا خوشگوار اور رفیع الشان مستقبل ہے۔ کون وہ احمدی ہے جو اس مستقبل کے جلد سے جلد دیکھنے کا متمنی نہیں؟ پس اس کے لئے تیاری لازمی ہے۔ اور مسلسل و پیہم تگ و دو ایک ضروری اور لاینفک جزو۔ جب تک ہم اس کے لئے متواتر اور ان تھک محنت نہیں کرتے۔ ہم اس روحانی بادشاہت کے قیام کی خواہش کے حق دار نہیں ہو سکتے۔

تحریک جدید پر عمل کرنا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ مگر احمدی نوجوان کے لئے تو یہ ذمہ داری اور زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ اس کے کندھوں پر نہایت ہی عظیم القدر بوجھ رکھا گیا ہے بہت ہی نازک امانت ہے۔ جس کی حفاظت اس کے ذمے ہے۔ پس تحریک جدید پر خود عمل کرنا اور اس کے مطابق ہر احمدی کو واقف کر کے عمل کرنے کی تلقین کرنا خدام الاحمدیہ کے لئے نہایت ضروری ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"اگر تم یہ کام کرو تو گو دنیا میں تمہارا نام کوئی جانے یا نہ جانے اور اس دنیا کی زندگی کی حقیقت ہی کیا۔ چند سال کی زندگی ہے اور بس۔ مگر خدا تمہارا نام جانے گا اور جس کا نام خدا جانتا ہو۔ اس سے زیادہ مبارک اور خوش قسمت اور کوئی نہیں ہو سکتا۔" (الفضل ۱۰ اپریل ۳۸ء)

پس میں تمام خدام الاحمدیہ سے مستدعی ہوں کہ وہ ۵ ہجری مطابق ۵ مئی کے جلسوں کو ہر رنگ میں کامیاب بنانے کی پوری کوشش کریں۔ تا حضرت امیر المومنین کے ارشادات کی تعمیل ہو سکے۔ اور تا خدا ان کا نام جانے کیونکہ "جس کا نام خدا جانتا ہو اس سے زیادہ مبارک اور خوش قسمت اور کوئی نہیں ہو سکتا"

خاکسار خلیل احمد جنرل سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ

احباب اور عہدہ داران و نمائندگان مجلس مشاورت کیلئے ایک ضروری اعلان

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ختم ہونے میں اب صرف دو ہفتہ رہ گئے ہیں۔ اس عرصہ میں احباب اور عہدہ داران جماعت نیز نمائندگان مجلس مشاورت کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے ذمہ کا بقایا ادا کر کے اپنے بجٹوں کو پورا کر دیں۔ اس سے قبل ۷ مارچ ۱۹۴۰ء کو بذریعہ مطبوعہ تحریک اور پھر مجلس مشاورت پر۔ ہر ایک جماعت کا بجٹ اور وصولی بتا کر بقایا کے متعلق نمائندگان مجلس مشاورت کو توجہ دلائی جا چکی ہے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے بھی انتباہ اور ہدایات سن چکے ہیں۔ امید ہے مشاورت سے واپس جا کر عہدہ داران جماعت اور نمائندگان اپنے اپنے بجٹوں کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش میں مصروف ہونگے۔ تاہم اس اعلان کے ذریعہ یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ کہ بجٹ کے پورا کرنے کے لئے ہر ممکن سعی کی جائے۔ اور دوست ۳۰ اپریل تک اپنے بجٹ پورا کر کے عند اللہ ماجور ہوں سال حال کے ختم ہونے پر چندہ عام۔ حصہ آمد و چندہ جلسہ سالانہ کے بجٹ پورا کرنے والی جماعتوں کے نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور بغرض اطلاع و دعا پیش کئے جاویں گے۔ تا حضور کو معلوم ہو جائے۔ کہ کن جماعتوں نے مشاورت کے بعد اپنی ذمہ داری کو پورا کیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب و عہدہ داران جماعت مقامی اپنی [illegible] (ناظر بیت المال)

لنڈن ۱۴ اپریل معلوم ہوا ہے کہ جرمنی نے روس سے درخواست کی تھی۔ کہ شمالی روس میں واقع ریلوے کے ذریعہ جرمن افواج ناروے میں لے جانے کی اجازت دی جائے۔ مگر روس نے انکار کر دیا ہے۔ یہ ریلوے ناروے کے انتہائی شمالی ساحل سے بالکل قریب ہے۔

روم ۱۴ اپریل۔ اٹلی کے وزیر خارجہ کے اخبار کے ایک ڈائرکٹر نے ایک آرٹیکل میں کہا ہے۔ کہ ناروے میں جنگ کی چنگاری اٹلی پر بھی ضرور پڑیگی۔ وہ وقت جو ایک ماہ قبل دور نظر آتا تھا۔ اب بالکل قریب ہے۔ جو لوگ اس خیال میں ہیں۔ کہ اٹلی جنگ سے الگ تھلگ رہیگا۔ وہ غلطی پر ہیں۔

بمبئی ۱۴ اپریل۔ مسٹر جناح نے مسلمانوں کے نام اپیل کی ہے کہ پورے اہتمام سے ۱۹ اپریل کو تمام ملک میں جلسے کر کے لیگ کی اس قرارداد کی تائید کریں جو اجلاس لاہور میں منظور کی گئی ہے۔ آپ نے کہا مجھے یقین ہے کہ ملک کے تمام مسلمان لیگ کے ساتھ ہیں۔ مگر یہ ضروری ہے کہ ہم دنیا پر واضح کر دیں۔ کہ ہمارے سامنے جو مقصد ہے اس کے حصول کے لئے ہم ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔

سٹاک ہالم ۱۴ اپریل۔ ناروے کی ڈمی گورنمنٹ کے وزیر اعظم نے تمام نارویجن سفیروں کو ہدایت کی ہے کہ کنگ ناروے بھاگ گیا ہے۔ اور اب ملک کا انتظام میرے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے میرا حکم ماننا ہوگا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس ڈمی گورنمنٹ کا وزیر خارجہ بھاگ کر اصلی حکومت سے جا ملا ہے۔

پیرس ۱۴ اپریل۔ یوگوسلاویہ کی پولیس نے بعض نازی جاسوس گرفتار کئے ہیں۔ جو چنا، گز یٹوں کے بھیس میں نازی پروپیگنڈا کر رہے تھے۔

بردوان ۱۴ اپریل۔ ایک نوجوان ہندو لڑکی نے اسلام قبول کرنے کے بعد تنسیخ نکاح کا مقدمہ عدالت میں دائر کیا۔ جسے عدالت نے منظور کرتے ہوئے اس کا پہلا نکاح منسوخ کر دیا ہے۔

لنڈن ۱۴ اپریل۔ گذشتہ ۴۸ گھنٹوں میں مرکزی و شمالی اناطولیہ میں

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لگاتار زلزلہ کے کئی جھٹکے محسوس کئے گئے انقرہ میں بھی جھٹکے آئے۔ صرف ایک شہر میں اسی مکان گرے۔ اور بیس اشخاص مرے

کراچی ۱۵ اپریل۔ آج گورنر سندھ نے صوبہ کی چیف کورٹ کا افتتاح کیا اس موقع پر چیف جسٹس آف انڈیا نے مبارکباد کا پیغام بھیجا تھا۔ وہ پڑھ کر سنایا۔ چیف جج کے سامنے دوسرے ججوں نے وفاداری کا حلف لیا۔ ایڈووکیٹ جنرل نے اس موقع پر جو تقریر کی۔ اس میں برطانیہ کے عدل و انصاف کی تعریف کی۔

وارد ھا ۱۵ اپریل۔ آج دوپہر کو کانگرس ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوا۔ جس میں طے کیا گیا کہ مسلم لیگ کے لاہور والے ریزولیوشن کے متعلق کانگرس کمیٹی کوئی ریزولیوشن پاس نہ کرے گی ایک لیڈر نے کہا۔ لاہور والے ریزولیوشن کے بعد کانگرس اور مسلم لیگ میں کوئی چیز مشترک نہیں رہ گئی۔

دھنباد ۱۵ اپریل۔ ایک ہفتہ ہوا جھریا کی کانوں میں ۵ ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر دی تھی۔ آج دو کانوں میں کام شروع کیا گیا۔ لیکن ادھر یہ نظر آرہا ہے کہ ہڑتال ان کانوں میں بھی پھیل جائے گی۔ جہاں اس وقت تک کام ہو رہا تھا۔

لنڈن ۱۵ اپریل۔ فرانس کے پریذیڈنٹ نے ناروے کے بادشاہ کو پیغام بھیجا ہے جس میں انہیں یہ یقین دلایا ہے کہ اتحادی ناروے کی مدد کریں گے ناروے نے جرمن حملہ کا جس طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ پریذیڈنٹ نے اس کی تعریف کی

لنڈن ۱۵ اپریل۔ کل رات ناروے کے بادشاہ نے رعایا کے نام ایک تقریر نشر کی۔ جس میں بتایا۔ کہ اب حالات ایسی صورت اختیار کر چکے ہیں کہ یہ بتانا کہ میں کہاں ہوں اور گورنمنٹ کیا صورت اختیار کر رہی ہے نقصان رساں ہے ناروے نے ہمیشہ جرمنی سے دوستی رکھی مگر جرمنی نے ہم پر بم برسائے۔ بادشاہ نے اپنی رعایا کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے ان

بہادر مردوں کا شکریہ ادا کیا۔ جو ناروے کی آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں۔

لنڈن ۱۵ اپریل۔ جرمنی نے ایک تازہ بیان میں بتایا ہے۔ کہ ناروے میں اب امن ہے۔ اس پر حیرانی کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ جرمن سپاہی بھی شہر چھوڑ کر پہاڑیوں میں بھاگ گئے ہیں۔

امرتسر ۱۵ اپریل۔ گندم ڈرہ ۳/۴/- گندم اعلیٰ ۳/۹/- چنے ۳/۴/- پرانی باسمتی ۸/-/- نئی باسمتی ۷/۱۴/- چھونا ۳/۱۴/- دیسی کپاس ۶/۲/- توریا خشک ۴/۲/- مونگ پھلی ۱۰/۱/- تل سفید ۷/۶/-

لائل پور ۱۵ اپریل۔ امریکن کپاس ۸/۱۴/- دیسی کپاس ۷/۶/- گڑ ۳/۴/- تا ۴/۶/- توریا ۴/۹/-

لنڈن ۱۵ اپریل۔ برطانوی فوجیں ناروے کے کئی مقامات پر اتر گئی ہیں۔ اس اعلان کے چند ہی منٹ بعد سمندری محکمہ نے بتایا۔ کہ سامان لے جانے والے جرمن جہاز ڈبو دیئے گئے ہیں۔ برگین کی بندرگاہ میں کام کرنے والے ہوائی جہازوں نے رسد لے جانے والے جہازوں پر حملہ کیا۔ جن میں سے ایک کو آگ لگ گئی اور ایک سمندر کی تہ میں پہنچا دیا۔

لنڈن ۱۵ اپریل۔ ناروے سے آنے والی خبریں مظہر ہیں۔ کہ جرمن فوجوں نے آگے بڑھنے کی بہت توڑ کوشش کی۔ مگر نارویجن فوجوں نے ہر جگہ منہ توڑ جواب دیا۔ جرمنوں نے کل ایک شہر کانسبرگ پر حملہ کیا تھا۔ لیکن آج اسے اس شہر سے خالی کر دیا۔ کہ نارویجن فوجیں اچانک حملہ نہ کر دیں

لنڈن ۱۵ اپریل۔ ناروے کے جرمن مورچوں پر برطانوی ہوائی جہازوں کے حملے جاری ہیں۔ کل رات اگرچہ سخت اندھیری تھی۔ اور موسلا دھار مینہ برس رہا تھا۔ پھر بھی بڑے بڑے بم گرائے۔ اور مشین گنوں سے گولیاں بھی برسائی گئیں ہوائی جہازوں پر توپوں سے حملہ کیا گیا۔ مگر کسی کو نقصان نہ پہنچا۔

لنڈن ۱۵ اپریل۔ پچھلے ہفتہ برطانیہ کی ڈبکنی کشتیوں نے ناروے کے ساحل پر شاندار کام کیا ہے۔ وزارت بحریہ نے اس کے متعلق ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ جمعرات کی صبح کو ایک ڈبکنی کشتی نے ایک جرمن جنگی جہاز پر کامیاب حملہ کیا۔ ایک جرمن گشتی جہاز منگل کے روز ڈبو دیا گیا۔ جرمنی کو سمندری لڑائی میں اور جو نقصان پہنچا۔ وہ یہ ہے۔ کہ رسد لے جانے والے سات جہاز ته میں پہنچ گئے۔ بدھ کے دن دو جرمن جہاز ڈبوئے گئے۔ ایک تجارتی جہازوں کے قافلہ پر حملہ کیا گیا۔ آٹھ ہزار ٹن سے اوپر کا ایک سٹیمر اور چھوٹے چھوٹے جہاز پکڑ کر برطانوی بندرگاہوں پر پہنچا دیئے گئے۔ دو جرمن جہازوں نے خود کشی کر لی ایک جرمن جہاز کو ناروے کے ڈکنی کناروں پر ڈبو دیا گیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کے علاوہ کئی ڈبکنی کشتیاں بھی پچھلے ہفتہ ڈبو دی گئی ہیں۔

لنڈن ۱۵ اپریل۔ پچھلے دنوں جرمنی کی طرف سے یہ پراپیگنڈا کیا گیا ہے۔ کہ اتحادی ہالینڈ کی غیر جانبداری کو توڑنا چاہتے ہیں۔ اعلان کیا گیا ہے کہ یہ بالکل جھوٹا پروپیگنڈا ہے۔ ہالینڈ کو اگر کسی سے خطرہ ہو سکتا ہے۔ تو وہ جرمنی ہے اور ہالینڈ اس خطرہ کی وجہ سے تیاری کر رہا ہے۔

لنڈن ۱۵ اپریل۔ واشنگٹن سے جو خبریں آئی ہیں۔ ان سے پتہ لگتا ہے۔ کہ جاپان چپکے چپکے کئی جنگی جہاز تیار کر رہا ہے ڈریڈ ناٹ قسم کے جنگی جہاز جن میں ہر ایک ۵۰ ہزار ٹن کا ہے آٹھ یا بارہ جلد تیار کر لیگا

دہلی ۱۵ اپریل۔ نواب صاحب بھوپال کے بھتیجوں نے اپنے مرحوم باپ نواب عبید اللہ خان کی یادگار قائم کرنے کے لئے مسلم یونیورسٹی